© rasailojaraid.com

"زنجیریں"

(ایک حبشی غلام کا خواب)

چاولوں کے کھیت کی آغوش میں کار دبدست
ریت میں الجھے ہوئے بالوں کو دفنائے ہوئے
ہو گیا جب نیند میں بیہوش وہ محنت سے چور
سینۂ عریاں کو خستہ اینٹوں سے ٹھکائے ہوئے
کہر آسا نیند کی پرچھائیوں میں ایک بار
اُس نے پھر دیکھے وطن کے نقش دھندلائے ہوئے

اس کے خوابوں کی حسیں پہنائیوں کے آر پار
بہہ رہا تھا اس کا پیارا دیس حبش تیرہ فام
تاڑ اور اونچی کھجوروں کے تلے —— میدان پر
اس کے قدموں کو ملی اک بار پھر شاہی خرام
پھر سنا اُس نے جرس میں گونجتے جھنکارتے
جا رہے ہیں کارواں وادی کی جانب تیز گام

اس نے پھر دیکھا کہ بچوں کے اسی جھرمٹ میں ہے
اس کی آہو چشم "رانی" ایستادہ ایک بار
اس کے بچے اس کی گردن میں لٹک کر پے بہ پے
کر رہے ہیں "باپ" کے رخسار کو معصوم پیار
اس کی محوِ خواب پلکوں سے ٹپک کر گر پڑا
ایک آنسو ریگ کی آغوش میں بے اختیار

اور پھر وہ حبش کے دامن میں گھوڑے پر سوار
چل پڑا اک وحشیانہ تیزیٔ رفتار سے
آج اس کی باگ تھی سونے کی زنجیروں کا نام
اور وہ خود ہر قدم پر رزمیہ جھنکار سے
دیکھ سکتا تھا کہ پیہم اس کی فولادی رکاب
قاتلانہ کھیلتی ہے پہلوئے رہوار سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے آگے اُڑ رہے تھے سرخ افریقی طیور
جیسے لہراتا چلا جائے کوئی خونیں عَلَم
اور اُن اُڑتے ہوئے شعلوں کے پیچھے صبح شام
تھے رواں اُملی کے میدانوں میں گھوڑے کے قدم
اس نے دیکھے آخرش افریقیوں کے جھنڈے
جھلملایا اس کے آگے منظرِ پہنائے یم

کھُل گئیں اک دم درختوں کی زبانیں بے شمار
گونج اُٹھی صحرا میں آزادی کی بانگِ لرزہ خیز
اور ریگستان کا وحشی بگولہ ساتھ ساتھ
چیختا آیا گرجتا سنسناتا تیز تیز
چونک کر خوابوں ہی خوابوں میں وہ آخر ہنس پڑا
دیکھ کر اس جشن کے سیلاب کو ہنگامہ ریز

اس کو اب پگھلا نہ سکتا تھا "شرارِ نیم روز"
بے اثر تھی تازیانوں کی سزائے دل خراش
"موت" روشن کر چکی تھی اس کے خوابستان کو
خاک پر اوندھا پڑا تھا جسم۔ آب و گل کی لاش
جسم اک زنجیرِ فرسودہ کہ جس کو روح نے
پھینک ڈالا تھا زمیں پر کر دیا تھا پاش پاش

(لونگ فیلو)

مترجمہ شمس نوید

© rasailojaraid.com